OPEN ACCESS
Al-Qamar
ISSN (Online): 2664-4398
ISSN (Print): 2664-438X
www.alqamarjournal.com

شریعت اسلامیہ میں حرمت مصاہرت کی اساسیات

Foundations of *Ḥurmat*-i-*Muṣāhrat* in Islamic Jurisprudence

Luqman Hayder

Doctoral Candidate Islamic Studies, University of Sargodha, Sargodha

Dr. Muhammad Feroz-ud-Din Shah Khagga

Assistant Professor of Islamic Studies, University of Sargodha, Sargodha

Abstract

Ḥurmat-i-Muṣāhrat is explained as the 'musaharat' that is established through marriage or occurrence of marriage. '*Al-Muṣāharah*' is a blessing of God that is proven through the Holy Quran and Sunah. It guarantees sanctity of relations. On logical grounds, we cannot deny its need, significance and usefulness. *Ḥurmat-i-Muṣāhrat* proves '*Ḥurmat-i-Mu'abbadah*'. It prohibits marrying four types of women namely, Mother-in-law, Daughter of the wife provided that husband had intercourse with his wife, the wife of his real son and the wives of his father and forefather. Since *Ḥurmat-i-Muṣāhrat*' is connected with the problems of '*Hillat-o-Hurmat* thus it is imperative to inform the masses about the sensitivity of this issue and warn them to adopt cautious measures so that they do not have to repent here and the world Hereafter and be successful. This article deals with the Muslim jurisprudential foundational discourse has been rendered to focus on the spots of living life styles in the present social fabric where variety of relations are settled down under a single congested space resulting different complex situations where people are nor aware of the harmful *sharia* implications.

Keywords: *Ḥurmat-i-Muṣāhrat*, Muslim Family, *Islamic Jurisprudence, Fiqh*

CC BY

تمہید

حرمت مصاہرت ایک حساس نوعیت کا حامل فقہی موضوع ہے۔ عامۃ الناس کو اس سے بالکل آشنائی نہیں بلکہ خواص کو بھی اس کے بارے میں کم ہی آگاہی ہے۔ دین اسلام ایک مکمل اور جامع نظام حیات ہے۔ اس میں اپنے پیروکاروں کے لیے مکمل رشد و ہدایت موجود ہے اور تمام تر معاملات کی حدود و قیود متعین کی گئی ہیں جن کی پابندی ہر مسلمان پر ضروری ہے۔ انہیں معاملات میں سے ایک "مصاہرت" ہے جو کہ دراصل مرد و عورت کے باہمی جنسی تعلق سے عبارت ہے۔ یہ جنسی تعلق ایک فطری اور طبعی عمل ہے اس میں بھی دین اسلام میں اپنے متبعین کے لیے بالکل آزادی نہیں کہ وہ جس طرح چاہیں اور جس سے چاہیں یہ ازدواجی رشتہ قائم کرلیں اور جب چاہیں اس تعلق کو ختم کر دیں بلکہ دین اسلام میں اس جنسی تعلق کے استوار کرنے کے بارے میں بھی ایک جامع نظام موجود ہے جسے اسلام کے ازدواجی نظام سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ اسلام کا ازدواجی نظام انسانی فطرت کے عین مطابق ہے اس میں انسان کے صالح جذبات کو ملحوظ نظر رکھا گیا ہے اگر اس نظام کو علم و عرفان اور عدل و انصاف کے تناظر میں دیکھا جائے تو ایک سلیم الفطرت انسان اس بات کا برملا اعتراف کرنے پر مجبور ہو جاتا ہے کہ اسلام کے ازدواجی نظام سے بہتر اور جامع کوئی اور نظام دنیائے کائنات میں موجود نہیں ہے اسلام کے ازدواجی نظام میں ایک اہم اور حساس موضوع "حرمت مصاہرت" ہے اس سے مراد وہ رشتے ہیں جو نکاح کی وجہ سے حرام ہو جاتے ہیں۔ حرمت مصاہرت کی اسلامی اساسیات، اس کی وجہ سے حرام ہونے والے رشتے اور اس کی ضرورت و اہمیت جیسے امور پر بحث سے پہلے حرمت مصاہرت کا مختصر تعارف پیش کیا جانا ضروری معلوم ہوتا ہے۔

مصاہرت کا مفہوم

مصاہرۃ باب مفاعلہ کا مصدر ہے اس کا مجرد، صِھر، باب فَتَحَ سے آتا ہے۔ اور یہ دو معانی میں استعمال ہوتا ہے: **اول:** "القرب والمداناۃ" یعنی قریب کرنا۔ ابن منظور (م711ھ) لسان العرب میں فرماتے ہیں "فی الحدیث انه ﷺ کان یؤسس مسجد قباء فیصهر الحجر العظیم الی بطنه، ای یدنیه الیه، یقال: صهره وأصهره اذاقربه وأدناه"[1] یعنی آپ ﷺ نے مسجد قباء کی تعمیر کے دوران ایک بڑے پتھر کو اپنے پیٹ مبارک کے قریب کیا۔

دوم: الاذابۃ "یعنی پگھلانا اور گل جانا"، اس حوالہ سے ابن منظور (م711ھ) فرماتے ہیں "والصهراذابة الشحم، وصهر الشحم ونحوه یصهره صهرا: أذابه، فانصهر وفی التنزیل: " یُصْهَرُ بِهٖ مَا فِیْ بُطُوْنِهِمْ وَ الْجُلُوْدُ " ای یذاب"[2] آیت کریمہ "یُصْهَرُ بِهٖ مَا فِیْ بُطُوْنِهِمْ وَ الْجُلُوْدُ" میں یہ اسی معنی میں استعمال ہوا ہے۔ آیت کا ترجمہ ہے۔ "جس سے ان کے پیٹ کے اندر کی چیزیں اور کھالیں گل جائیں گی" یہاں پر "صھر" پہلے معنی "القرب والمداناۃ" میں مستعمل ہے کیونکہ تزویج میں بھی یہی معنی "قریب کرنا" پایا جاتا ہے وہ اس طرح سے کہ تزویج زوج کو زوجہ کے خاندان اور زوجہ کو زوج کے خاندان کے قریب کر دیتی ہے۔ جب یہ مادہ "صھر" باب مفاعلہ "مصاہرۃ" میں استعمال ہوتا ہے تو اس وقت یہ تزویج یعنی شادی کرنا کے معنی میں آتا ہے۔ چنانچہ اسی طرف ابن منظور (م711ھ) نے لسان العرب میں اشارہ فرمایا: یقال: صاهرت القوم اذا تزوجت فیهم، اصهرت بهم اذا اتصلت بهم و تحرمت بجوار او نسب أ وتزوج[3] "صاهرت القوم" اس وقت کہا جاتا ہے جب کوئی آدمی کسی خاندان میں شادی کرلیتا ہے۔ مصاہرت اور تزویج کی صورت میں زوجین ایک دوسرے میں ڈھل کر ایک نئے قالب کی شکل اختیار کر لیتے ہیں۔ زوجہ کے والدین زوج کے لیے بمنزلہ والدین کے بن جاتے

ہیں گویا کہ زوج ان کا بیٹا ہے اور زوجہ۔ زوج کے والدین کے لیے بمنزلہ بیٹی کے بن جاتی ہے۔ اور ایسے ہی خاوند کی اگر کسی اور عورت سے اولاد ہو تو وہ نئی زوجہ کے لیے بمنزلہ اولاد کے بن جاتی ہے، اور اگر اس نئی زوجہ کی پہلے خاوند سے اولاد ہو تو وہ اس موجودہ زوج کے لیے بمنزلہ اولاد کے بن جاتی ہے۔ مندرجہ بالا مفہوم کی طرف مرتضی زبیدی (م1205ھ) نے تاج العروس میں اشارہ فرمایا کہ "والصهر ما كان من خلطة تشبه القرابة يحدثها التزويج"[4] یعنی صھر ایک ایسی قرابت کے مشابہہ ہے جو تزویج کی صورت میں پیدا ہوتی ہے۔

مصاھرت کی اصطلاحی تعریف

سید سابق نے مصاہرت کی اصطلاحی تعریف ان الفاظ میں کی ہے "المصاهرة القرابة الناشئة بسبب الزواج"[5] "مصاہرت ایک ایسی قرابت ہے جو نکاح کے سبب پیدا ہوتی ہے"، موسوعہ فقہیہ میں ہے "هي حرمة الختونة"[6] یعنی وہ شادی والے رشتوں کا حرام ہونا ہے، علامہ حصکفیؒ (م1088ھ) نے الدر المختار میں مصاہرت کی اصطلاحی تعریف ان الفاظ میں کی ہے: "والصهر كل ذي رحم محرم من عرسه"[7] "اور صھر بیوی کے ذی رحم محرم رشتہ دار کہلاتے ہیں"۔ مزید فرماتے ہیں کہ "وفي عرفنا الصهر أبو المرأة وامها"[8] یعنی ہمارے عرف میں صھر کا اطلاق بیوی کے والدین پر ہوتا ہے۔

شمس الدین محمد الشربینی نے مغنی المحتاج میں تعریف ان الفاظ میں کی ہے "وشرعا تطلق على قرابة سببها النكاح" یعنی شرعاً صھر کا اطلاق اس قرابت پر ہوتا ہے جو نکاح کے سبب ہو۔ "مفتی محمد زاہد نے اپنے تحقیقی مقالہ "حرمة المصاهرة بالزنا و مقدماته" میں مصاہرت کی تعریف ان الفاظ میں کی ہے:

> هي حرمة تنشأمن التزويج أو مايقوم مقامه تحرم بموجبها بعض ذوات قرابة المرأة على الرجل وتحرم المرأة على بعض أقرباء الرجل[9]
>
> یعنی ایسی حرمت جو نکاح یا قائم مقام نکاح کے سبب پیدا ہوتی ہے جس کی وجہ سے عورت کے بعض رشتہ دار مرد پر اور مرد کے بعض رشتہ دار پر عورت حرام ہو جاتی ہے۔

تعریفات کا ماحصل

تمام تعریفات کا حاصل یہ ہے کہ مصاہرت اس قرابت اور رشتہ داری کو کہتے ہیں جو نکاح یا ان اسباب کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے جو ثبوت حرمت میں نکاح کے قائم مقام ہوتے ہیں جس کے نتیجے میں عورت۔ مرد کے مذکر اصول و فروع پر ہمیشہ کے لیے حرام ہو جاتی ہے اور عورت کے مونث اصول و فروع مرد پر ہمیشہ کے لیے حرام ہو جاتے ہیں۔ لغوی اور اصطلاحی تعریف میں مناسبت ظاہر ہے کیونکہ مصاہرت کا لغوی معنی ہے، قریب کرنا اور اصطلاح میں مصاہرت سے مراد وہ قربت ہے جو نکاح وغیرہ سے ثابت ہوتی ہے۔ اس طرح لغوی اور اصطلاحی تعریف میں "قربت" مشترک ہے۔

حرمت مصاہرت کا حکم

حرمت مصاہرت سے حرمت مؤبدہ ثابت ہوتی ہے حرمت مصاہرت جب ایک دفعہ ثابت ہو جائے تو پھر کبھی بھی ساقط نہیں ہوتی جیسے باپ یا دادا جب ایک عورت سے نکاح کر لیں تو اس کے نتیجے میں حرمت مصاہرت ثابت ہو جاتی ہے۔ اب یہ منکوحہ

عورت اس متذکرہ صدر شخص کے فروع (بیٹا، پوتا وغیرہ) پر ہمیشہ ہمیشہ کے لیے حرام ہو جاتی ہے۔ رد المحتار علی الدر المختار میں علامہ شامی فرماتے ہیں:

"لأن حرمة المصاهرة اذا ثبتت لا تسقط أبداً"[10]

"اس لیے کہ جب حرمت مصاہرت ثابت ہو جائے تو پھر کبھی بھی ساقط نہیں ہوتی"

شریعت میں حرمت مصاہرت کی اسلامی اساسیات بالترتیب قرآن مجید، احادیث مبارکہ، آثارِ صحابہؓ اور آثار تابعینؒ چار ہیں۔

حرمت مصاہرت قرآن کی روشنی میں

حرمت مصاہرت کی سب سے اہم اساس قرآن مجید ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مصاہرت کا ذکر موضع امتنان میں فرمایا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَهُوَ الَّذِیْ خَلَقَ مِنَ الْمَآءِ بَشَرًا فَجَعَلَهٗ نَسَبًا وَّصِهْرًا وَكَانَ رَبُّكَ قَدِیْرًاo[11]

"اور وہ ایسا ہے جس نے پانی سے آدمی کو پیدا کیا۔ پھر اس کو خاندان والا اور سسرال والا بنایا اور تیرا پروردگار بڑی قدرت والا ہے۔"[12]

اس آیت کی تفسیر میں شاہ اشرف علی تھانویؒ (م1362ھ) بیان القرآن میں فرماتے ہیں:

"اور وہ ایسا ہے جس نے پانی سے (یعنی نطفہ سے) آدمی کو پیدا کیا پھر اس کو خاندان والا اور سسرال والا بنایا (چنانچہ باپ دادا وغیرہ شرعی خاندان اور ماں نانی وغیرہ عرفی خاندان ہیں جن سے پیدائش کے ساتھ ہی تعلقات پیدا ہو جاتے ہیں پھر شادی کے بعد سسرالی رشتے پیدا ہو جاتے ہیں۔ یہ دلیل قدرت بھی ہے کہ نطفہ کیا چیز تھی پھر اس کو کیسا بنا دیا کہ وہ اتنے علاقوں والا ہو گیا اور نعمت بھی ہے کہ وہ تعلقات مدار معاونت ہیں) اور (اے مخاطب) تیرا پروردگار بڑی قدرت والا ہے (ربک سے نعمت کی طرف اور قدیراً سے دلیل قدرت کی طرف اشارہ ہے)[13]

ماحصل یہ ہے کہ ایک انسان کے اوپر اللہ تعالیٰ کے بے شمار احسانات ہیں۔ ان میں سے خاندان اور سسرال بھی ہیں۔ جو ایک انسان کے لیے زندگی کے ہر موڑ پر معاون اور مددگار ثابت ہوتے ہیں۔ ایک انسان تنہائی کا شکار ہونے کی بجائے اپنوں میں رہتے ہوئے خوشی اور مسرت محسوس کرتا ہے۔ لہٰذا نسب اور صھر اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمتیں ہیں۔

نسب اور صھر وغیرہ کی وجہ سے محرمات کے بارے میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَ لَا تَنْكِحُوْا مَا نَكَحَ اٰبَآؤُكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ اِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً وَّ مَقْتًا وَ سَآءَ سَبِیْلًا ؕ حُرِّمَتْ عَلَیْكُمْ اُمَّهٰتُكُمْ وَ بَنٰتُكُمْ وَ اَخَوٰتُكُمْ وَ عَمّٰتُكُمْ وَ خٰلٰتُكُمْ وَ بَنٰتُ الْاَخِ وَ بَنٰتُ الْاُخْتِ وَ اُمَّهٰتُكُمُ الّٰتِیْۤ اَرْضَعْنَكُمْ وَ اَخَوٰتُكُمْ مِّنَ الرَّضَاعَةِ وَ اُمَّهٰتُ نِسَآىِٕكُمْ وَ رَبَآىِٕبُكُمُ الّٰتِیْ فِیْ حُجُوْرِكُمْ مِّنْ نِّسَآىِٕكُمُ الّٰتِیْ دَخَلْتُمْ بِهِنَّ فَاِنْ لَّمْ تَكُوْنُوْا دَخَلْتُمْ بِهِنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَیْكُمْ وَ حَلَآىِٕلُ اَبْنَآىِٕكُمُ الَّذِیْنَ مِنْ اَصْلَابِكُمْ وَ اَنْ تَجْمَعُوْا بَیْنَ الْاُخْتَیْنِ اِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا۔[14]

اور تم ان عورتوں سے نکاح مت کرو جن سے تمہارے باپ نے نکاح کیا ہو مگر جو بات گزر گئی گزر گئی بے شک یہ بڑی بے حیائی ہے اور نہایت نفرت کی بات ہے اور بہت برا طریقہ ہے۔ تم پر حرام کی گئی ہیں تمہاری مائیں اور تمہاری بیٹیاں اور تمہاری بہنیں اور تمہاری پھوپھیاں اور تمہاری خالائیں اور بھتیجیاں اور بھانجیاں اور تمہاری وہ مائیں جنھوں نے تم کو دودھ پلایا ہے اور تمہاری وہ بہنیں جو دودھ پینے کی وجہ سے ہیں اور تمہاری بیبیوں کی مائیں اور تمہاری بیبیوں کی بیٹیاں جو کہ تمہاری پرورش میں رہتی ہیں ان بیبیوں سے کہ جن کے ساتھ تم نے صحبت کی ہو اور اگر تم نے ان بیبیوں سے صحبت نہ کی ہو تو تم کو کوئی گناہ نہیں۔ اور تمہارے ان بیٹوں کی بیبیاں جو کہ تمہاری نسل سے ہوں اور یہ کہ تم دو بہنوں کو ایک ساتھ رکھو لیکن جو پہلے ہو چکا۔ بے شک اللہ تعالیٰ بڑے بخشنے والے بڑی رحمت والے ہیں۔[15]

آیت مبارکہ "وَ لَا تَنْكِحُوْا مَا نَكَحَ اٰبَآؤُكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ اِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً وَّ مَقْتًاوَ سَآءَ سَبِيْلًا" کی تفسیر اور شان نزول کے بارے میں مفسر قرآن ابو عبداللہ محمد بن احمد القرطبیؒ (م671ھ) فرماتے ہیں:

يقال: كان الناس يتزوجون امرأة الأب برضا ما بعد نزول قوله تعالىٰ" يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا يَحِلُّ لَكُمْ اَنْ تَرِثُوا النِّسَآء كَرْهًا "حتى نزلت هذه الاٰية: " وَ لَا تَنْكِحُوْا مَا نَكَحَ اٰبَآؤُكُمْ "فصار حراما فى الأحوال كلها، لأن النكاح يقع على الجماع والتزوج، فان كان الأب تزوج امراة، أو وطئها بغير نكاح، حرمت على ابنه[16]

کہا جاتا ہے کہ لوگ اللہ تعالیٰ کے فرمان (يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا يَحِلُّ لَكُمْ اَنْ تَرِثُوا النِّسَآءَ كَرْهًا) کے نزول کے بعد اپنے باپ کی بیوی سے اس کی رضامندی سے نکاح کرتے تھے، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان "وَ لَا تَنْكِحُوْا مَا نَكَحَ اٰبَآؤُكُمْ" نازل ہوا، پس باپ کی منکوحہ سے ہر حال میں نکاح کرنا حرام ہو گیا، اس لیے کہ نکاح کا اطلاق جماع اور عقد نکاح دونوں پر ہوتا ہے، پس اگر والد کسی عورت سے نکاح کرے یا بغیر نکاح کے کسی عورت سے وطی کرے تو یہ اس کے بیٹے پر حرام ہو جائے گی۔

"حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ اُمَّهٰتُكُمْ وَ بَنٰتُكُمْ ----------الخ" کی تفسیر میں امام قرطبی اپنی تفسیر الجامع الاحکام القرآن میں فرماتے ہیں:

"وثبت الرواية عن ابن عباس قال: حرم من النسب سبع، ومن الصهر سبع، وتلا هذه الاية فالسبع المحرمات من النسب: الأمهات، والبنات، والأخوات والعمات والخالات وبنات الأخ وبنات الأخت والسبع المحرمات بالصهر والرضاع: الأمهات من الرضاعة والأخوات من الرضاعة وأمهات النساء والربائب وحلائل الأبناء والجمع بين الأختين ، والسابعة : ولاتنكحوا مانكح اٰباؤكم"[17]

"ابن عباس سے روایت ہے انھوں نے فرمایا کہ نسب کی وجہ سے سات محرمات ہیں اور صھر کی وجہ سے بھی سات محرمات ہیں اور انھوں نے اس آیت (حرمت علیکم امھاتکم۔۔۔الخ) کو پڑھا۔ سات محرمات نسبیہ یہ ہیں۔ مائیں، بیٹیاں اور بہنیں اور پھوپھیاں اور خالائیں اور بھتیجیاں اور بھانجیاں۔ صھر اور

رضاعت کی وجہ سے محرمات یہ ہیں۔ رضاعی مائیں، رضاعی بہنیں اور بیویوں کی مائیں، بیویوں کی زیر پرورش بیٹیاں، بیٹوں کی بیویاں۔ دو بہنوں کو جمع کرنا اور ساتویں "ولا تنکحوا ما نکح اٰباؤکم" یعنی وہ عورتیں جن سے باپ نے نکاح کیا ہو۔"

امام قرطبیؒ (م671ھ) مزید فرماتے ہیں:

"ثم ذكر التحريم بالمصاهرة، فقال الله تعالى: وَ أُمَّهٰتُ نِسَآئِكُمْ " والصهر أربع: ام المرأة،وابنتهاوزوجة الأب وزوجة الابن فأم المراة تحرم بمجرد العقد الصحيح على ابنتها"[18]

یعنی صھر چار ہیں۔ بیوی کی ماں یعنی ساس۔ بیوی کی بیٹی (جو پہلے کسی اور خاوند سے ہو)۔ باپ کی منکوحہ۔ بیٹے کی بیوی یعنی بہو۔ بیوی کی ماں یعنی ساس محض اس کی بیٹی کے ساتھ نکاح کی وجہ سے حرام ہو جاتی ہے (خواہ اس سے مباشرت کی ہو یا نہ کی ہو)۔ نصوص قرآنیہ سے صراحتاً معلوم ہوتا ہے کہ حرمت مصاہرت کی بناء پر چار قسم کی عورتوں سے نکاح حرام ہو جاتا ہے۔

(1) مانکح اٰباؤکم (باپ دادا کی منکوحات)

(2) أمهات نسائكم (بیویوں کی مائیں)

(3) ربائبكم (بیویوں کی زیر پرورش بیٹیاں)

(4) حلائل أبنائكم (بیٹیوں کی بیویاں)[19]

حرمت مصاہرت احادیث مبارکہ کی روشنی میں

حرمت مصاہرت سے متعلق کثیر تعداد میں احادیث مبارکہ موجود ہیں جن میں سے چند کا ذکر کیا جاتا ہے۔

1-عن يزيد بن البراء عن أبيه قال لقيت عمى ومعه رأية فقلت له اين تريد فقال بعثنى رسول الله ﷺ الى رجل نكح امرأة ابيه فأمرنى ان أضرب عنقه واٰخذماله[20]

یزید بن براء سے روایت ہے وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ میں اپنے چچا سے ملا جنھوں نے جھنڈا اٹھا رکھا تھا میں نے ان سے پوچھا کہاں کا ارادہ ہے؟۔ انھوں نے فرمایا: مجھے رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی کی طرف بھیجا ہے جس نے اپنے باپ کی منکوحہ سے شادی کر لی ہے۔ پس آپ ﷺ نے مجھے حکم فرمایا ہے کہ میں اس کی گردن اڑادوں اور اس کا مال ضبط کر لوں۔

اس حدیث کے ذیل میں مولانا فخر الحسن گنگوہیؒ التعلیق المحمود میں فرماتے ہیں:

فأمرنى ان اضرب عنقه يستنبط منه ان نكاح المحارم يوجب الكفر والارتداد ولهٰذا حكم عليه السلام بقتله"[21]

حدیث کے الفاظ "فأمرنى ان أضرب عنقه" سے یہ مسئلہ مستنبط ہوتا ہے کہ محارم سے نکاح کی صورت میں کفر اور ارتداد لازم آتا ہے اسی وجہ سے رسول اللہ ﷺ نے اپنے باپ کی منکوحہ سے نکاح کرنے والے کے لیے قتل کا حکم ارشاد فرمایا۔

2-"عن عائشة انها قالت اختصم سعد بن ابی وقاص وعبدبن زمعة فی غلام فقال سعد هذا یا رسول الله ابن أخی عتبه بن أبی وقاص عهد الی انه ابنه انظر الی شبهه وقال عبد بن زمعة هذا أخی یا رسول الله ولد علی فراش أبی من ولید ته فنظر رسول اللهﷺ الی شبهه فرأی شبها بیّنا بعتبة فقال هولک یا عبد الولد للفراش وللعاهر الحجر واحتجبی منه یا سودة بنت زمعة قالت فلم یرسودة قط"[22]

"حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ سعد بن ابی وقاص اور عبد بن زمعہ کا ایک لڑکے کے بارے میں جھگڑا ہوا۔ سعد نے کہا اے اللہ کے رسول یہ میرے بھائی عتبہ کا بیٹا ہے اس نے مجھے وصیت کی تھی کہ یہ اس کا بیٹا ہے۔ ذرا آپ اس کی مشابہت دیکھئے، جب کہ عبد کہنے لگا اے اللہ کے رسول یہ میرا بھائی ہے میرے والد کے بستر پر ان کی باندی سے پیدا ہوا ہے۔ پھر آپ ﷺ نے اس بچے کی مشابہت کو دیکھا تو عتبہ کے ساتھ اس کی واضح مشابہت دیکھی، پس آپ ﷺ نے فرمایا اے عبد یہ لڑکا آپ کے لیے ہے بچہ باپ کے لئے ہے اور زانی کے لئے پتھر ہے اور اے سودہ اس سے پردہ کرو۔ عائشہؓ فرماتی ہیں کہ اس کے بعد سودہ نے کبھی بھی اس کو نہیں دیکھا۔"

علامہ ظفر احمد عثمانی (م1394ھ) نے اعلاء السنن میں اس حدیث سے ثبوت حرمت پر استدلال کرتے ہوئے فرمایا ہے:

"وفی قوله علیه السلام: واحتجبی منه یا سودة، حجة لهم، لأنه لمارأی الشبهة بعتبه علم انه من مائه، فأجراه فی التحریم مجری النسب، وأمرها بالا حتجاب منه"[23]

"اور آپ ﷺ کے اس فرمان "واحتجبی منہ یا سودۃ" میں ان (احناف و حنابلہ) کے لیے حجت ہے۔ کیونکہ جب آپ ﷺ نے اس بچے میں عتبہ کے ساتھ مشابہت دیکھی تو اس سے معلوم ہوا کہ یہ عتبہ کے پانی سے ہے تو آپ ﷺ نے اس مشابہت کو حرمت میں نسب کے قائم مقام ٹھہرایا۔ اور حضرت سودہ کو اس سے پردہ کا حکم ارشاد فرمایا۔"

3۔"حدثنا جریر بن عبدالحمید عن حجاج عن أبی هانی قال: قال رسول اللهﷺ : من نظر الی فرج امرأة لم تحل له أمها ولا ابنتها"[24]

"حضرت ابو ہانی فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے کسی عورت کی شرمگاہ کو دیکھا تو اس کے لیے اس کی ماں اور بیٹی حلال نہیں ہیں۔"

حرمت مصاہرت کا ثبوت آثار صحابہ رضی اللہ عنہم سے

1۔ اثر عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ

"عن علقمه عن عبدالله قال: لا ینظر الله الی رجل نظر الی فرج امرأة وابنتها"[25]

"حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اس شخص کی طرف نظر نہیں فرماتے جس نے کسی عورت اور اس کی بیٹی کی شرمگاہ کو دیکھا ہو"

2۔ اثر ابن عمر رضی اللہ عنہ

"عن سالم عن ابن عمر قال: ایما رجل جرد جاریة فنظر منها الی ذلک الأمرفانها لاتحل لابنه"[26]

"ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ جس کسی نے اپنی باندی کو برہنہ کیا اور اس کے اس امر کو دیکھا تو اب یہ باندی اس کے بیٹے کے لیے حلال نہیں ہے۔"

آثار تابعین سے حرمت مصاہرت کا ثبوت

1۔ اثر حسن بصری رحمہ اللہ (م110ھ)

"عن أبی حره عن الحسن انه سئل عن رجل تزوج امراة فطلقها قبل ان يدخل بها أيتزوجها أبوه قال الحسن لا"[27]

"حضرت حسنؒ سے اس شخص کے بارے میں پوچھا گیا جس نے کسی عورت سے نکاح کیا اور قبل الدخول اسے طلاق دے دی ہو کہ اس شخص کا باپ اس سے نکاح کر سکتا ہے؟ حضرت حسنؒ نے فرمایا نہیں۔"

2۔ اثر طاؤسؒ (م105ھ)

"عن ابن طاؤس عن أبيه قال: اذا تزوج الإبن لم تحل للأب دخل بها او لم يدخل واذا تزوج الأب لم تحل للإبن دخل بها أولم يدخل بها"[28]

"ابن طاؤس اپنے باپ سے نقل کرتے ہیں کہ جب بیٹا کسی عورت سے نکاح کرے چاہے دخول کرے یا نہ کرے اب یہ عورت اس کے باپ کے لیے حلال نہیں اور جب باپ کسی عورت سے نکاح کرے چاہے دخول کرے یا نہ کرے تو یہ عورت بیٹے کے لیے حلال نہیں ہے۔"

3۔ اثر امام زہریؒ (م123ھ)

"عن الزهری قال من ملک عقدة امرأة فقد حرمت علی أبيه وعلی ابنه وايهما جرد فنظر الی العورة كذلک"[29]

"حضرت امام زہریؒ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ جو شخص کسی عورت کا مالک بنے تو یہ عورت اس کے باپ اور اس کے بیٹے پر حرام ہے اور ان میں سے جو بھی اس عورت کو برہنہ کرے اور اس کے ستر کو دیکھے تو بھی یہی حکم ہے۔"

4۔ اثر مکحولؒ (م113ھ)

"عن مكحول ان عمررضی الله عنه جرد جاريته فسأ له اياها بعض بنيه فقال: انها لاتحل لک"[30]

"حضرت مکحولؒ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہم نے اپنی باندی کو برہنہ کیا۔ پھر ان کے بیٹوں میں سے کسی نے آپ سے وہ باندی مانگی تو آپ نے فرمایا کہ یہ تمہارے لیے حلال نہیں ہے۔"

مذکورہ احادیث رسول اللہ ﷺ، آثار صحابہ رضی اللہ عنہ اور آثار تابعینؒ سے حرمت مصاہرت کا ثبوت ہے۔ البتہ اس کی بعض صورتوں میں ائمہ کا اختلاف ہے۔ احادیث اور آثار کے بیان سے مقصود یہ ہے کہ حرمت مصاہرت والا مسئلہ محض قیاسی نہیں بلکہ یہ مسئلہ منصوص ہے اور اس کے بارے میں براھین و اَدلۃ موجود ہیں۔

مصاہرت کی بناء پر حرام ہو جانے والے رشتے

مصاہرت کے سبب چار قسم کے رشتے ہمیشہ کے لیے حرام ہو جاتے ہیں۔

1۔ پہلی قسم: زوجہ کے مؤنث اُصول

زوجہ کے مونث اصول ماں، دادی، نانی اوپر تک چاہے حقیقی ہوں یا رضاعی، نکاح ہوتے ہی شوہر پر حرام ہو جاتے ہیں۔ خواہ شوہر نے اپنی بیوی سے وطی کی ہو یا نہ کی ہو۔ یہ جمہور فقہاء کا مسلک ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَ اُمَّهٰتُ نِسَآئِكُمْ[31]

(حرام کی گئی ہیں تم پر) اور تمہاری بیویوں کی مائیں

ابن نجیم مصریؒ (م970ھ) البحر الرائق میں فرماتے ہیں:

"وَ اُمَّهٰتُ نِسَآئِكُمْ" أطلقه فلا فرق بين كون امراته مدخولا بها أو لا، وهو مجمع عليه عند الأئمة الأربعة[32]

محض نکاح سے اصول زوجہ (ماں، نانی وغیرہ) کے حرام ہونے کے لیے دو شرطیں ہیں۔

1۔ شرط اول: نکاح صحیح ہوا ہو۔ لہٰذا اگر نکاح فاسد ہوا تو محض عقد نکاح سے زوجہ کی ماں وغیرہ حرام نہیں ہوں گی۔ البتہ جب نکاح فاسد کی صورت میں وطی یا دواعی وطی پائے گئے تو تب زوجہ کی ماں حرام ہو گی۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ آیت مبارکہ "وَ اُمَّهٰتُ نِسَآئِكُمْ" میں امھات کی نسائکم کی طرف اضافت ہے یعنی تمہاری بیویوں کی مائیں۔ اور یہ اضافت نکاح صحیح سے ہی حاصل ہوتی ہے۔ یعنی عقد صحیح کے بعد ہی کسی عورت کو اپنی بیوی کہا جا سکتا ہے۔

وقيد بالمراة فانصرف الى النكاح الصحيح فان تزوجها فاسداً فلا تحرم امها بمجرد العقد بل بالوطء أو ما يقوم مقامه من المس بشهوة والنظر بشهوة لأن الاضافة لا تثبت الا بالعقد الصحيح[33]

2۔ شرط دوم: محض نکاح سے زوجہ کی ماں تب حرام ہو گی جب زوجہ آزاد عورت ہو۔ لہٰذا اگر باندی ہو تو باندی کی ماں اس وقت حرام ہو گی جب باندی کے ساتھ وطی پائی جائے گی۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ آیت مبارکہ "وَ اُمَّهٰتُ نِسَآئِكُم" میں نساء کی اضافت اَزواج کی طرف ہے اور جب نساء کی اضافت کم یعنی اَزواج کی طرف ہو تو اس سے مراد آزاد عورتیں ہوتی ہیں۔

وان كان أمته فلا تحرم أمها الا بالوطء أو دوا عيه لأن لفظ النساء اذا أضيف الى الأزواج كان المراد منه الحرائر كما فى الظهار والايلاء[34]

اس ضمن میں فقہائے کرام کا ایک مشہور قاعدہ بھی ہے۔ کہ بنات سے محض عقد کی وجہ سے امھات حرام ہو جاتی ہیں۔ ڈاکٹر وھبہ الزحیلی الفقہ الاسلامی وأدلتہ میں فرماتے ہیں:

وقد قرّر الفقهاء فيه قاعدة مشهورة: (العقد على البنات يحّرم الأمهات، والدخول بالأمهات يحرم البنات"[35]

بنات سے محض عقد۔ اُمھات کو حرام ٹھہراتا ہے جب کہ امھات سے وطی کرنے سے بنات حرام ٹھہرتی ہیں۔

مخالفین کا مؤقف

جمہور کے مقابلے میں بعض کا مؤقف یہ ہے کہ زوجہ سے محض نکاح کی وجہ سے زوجہ کی ماں حرام نہیں ہو گی بلکہ زوجہ سے وطی کرنے کے بعد حرام ہو گی۔ ان حضرات میں بشر المریسی(م218ھ)، ابن شجاع وغیرہ اور حضرات صحابہ رضی اللہ عنھم میں سے حضرت علیؓ، زید بن ثابتؓ اور عبد اللہ بن مسعودؓ جیسے حضرات شامل ہیں۔[36]

ان حضرات کے کئی دلائل ہیں۔ جن میں ایک یہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ اُمَّهٰتُكُمْ وَ بَنٰتُكُمْ وَ اَخَوٰتُكُمْ وَ عَمّٰتُكُمْ وَ خٰلٰتُكُمْ وَ بَنٰتُ الْاَخِ وَ بَنٰتُ الْاُخْتِ وَ اُمَّهٰتُكُمُ الّٰتِيْٓ اَرْضَعْنَكُمْ وَ اَخَوٰتُكُمْ مِّنَ الرَّضَاعَةِ وَ اُمَّهٰتُ نِسَآئِكُمْ وَ رَبَآئِبُكُمُ الّٰتِيْ فِيْ حُجُوْرِكُمْ مِّنْ نِّسَآئِكُمُ الّٰتِيْ دَخَلْتُمْ بِهِنَّ"[37]

استدلال اس طرح سے ہے کہ مذکورہ آیت میں "وَ اُمَّهٰتُ نِسَآئِكُمْ" کا ذکر کر کے اس پر حرف عطف کے ساتھ "وَ رَبَآئِبُكُمُ" کا عطف کیا گیا ہے۔ پھر ان دونوں جملوں کے بعد دخول کو بطور شرط ذکر کیا گیا ہے اور قاعدہ یہ ہے کہ جب شرط یا استثناء ایسے مبتدا کی خبر بن رہا ہو جو مبتدا کئی معطوفات سے مل کر بنا ہو تو اس خبر کا تعلق تمام معطوفات کے ساتھ ہوتا ہے نہ کہ صرف متصل والے معطوف کے ساتھ جیسے "عبده حرّ وامرأته طالق وعليه حج بيت الله ان فعل كذا او قال ان شاء الله" مذکورہ مثال میں شرط " ان فعل كذا " یا استثناء" ان شاء الله" کا تعلق مکمل جملے کے ساتھ ہے۔ جیسا کہ علامہ کاسانی نے لکھا ہے:

ذكر اُمَّهٰتُ نِسَآئِكُمْ وعطف ربائب النساء عليهن فى التحريم بحرف العطف، ثم عقب الجملتين بشرط الدخول، والأصل أنّ الشرط المذكور والاستثناء بمشية الله تعالىٰ عقيب جمل معطوف بعضها علىٰ بعض بحرف العطف ، كل جملة مبتداء وخبره ينصرف الى الكل لاالىٰ ما يليه خاصة كمن قال: عبده حر وامراته طالق وعليه حج بيت الله تعالىٰ ان فعل كذا، أو قال: ان شاء الله تعالىٰ، فهٰذا كذلك، فينصرف شرط الدخول الى الجملتين جميعا فلا تثبت الحرمة بدونه[38]

بالکل اسی طرح مذکورہ آیت میں شرط دخول کا تعلق جس طرح ربائب کے ساتھ ہے اسی طرح "وَ اُمَّهٰتُ نِسَآئِكُمْ" کے ساتھ بھی ہے۔ لہٰذا معلوم ہوا کہ جیسے فقط نکاح سے "ربائب" حرام نہیں ہوتیں جب تک کہ دخول نہ پایا جائے۔ اسی طرح " وَ اُمَّهٰتُ نِسَآئِكُمْ" بھی فقط نکاح سے حرام نہیں ہوں گی جب تک کہ دخول کا وقوع نہ ہو۔

ان حضرات کی دوسری دلیل یہ حدیث ہے:

عن قتادة فى الرجل يتزوج المرأة ثم يطلقها قبل ان يدخل بها، أيتزوج امها؟ قال: قال على رضى الله عنه: هى بمنزلة الربيبة[39]

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے اس شخص کے متعلق مروی ہے جس نے کسی عورت سے نکاح کیا۔ پھر دخول سے قبل اسے طلاق دے دی تو کیا اب وہ اس کی ماں سے نکاح کر سکتا ہے؟ حضرت قتادہ فرماتے ہیں کہ حضرت علیؓ نے فرمایا کہ وہ ربیبہ کے حکم میں ہے (یعنی اس کی ماں سے نکاح کر سکتا ہے)۔ مذکورہ روایت میں حضرت علیؓ کا فرمان " هى بمنزلة الربيبة " سے صاف

معلوم ہورہاہے کہ "امهات النساء" مقید بالدخول ہیں کیونکہ ربیبہ سے نکاح اس وقت ناجائز ہے جب اس کی ماں سے دخول ہو جائے یہی حضرت علیؓ کے فرمان "هی بمنزلة الربيبة" کا مطلب ہے۔

جمہور محققین فقہا کے دلائل

دلیل نمبر1: اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی: "وَأُمَّهٰتُ نِسَآئِكُمْ"[40] یعنی (حرام کی گئی ہیں تم پر) اور تمہاری بیویوں کی مائیں "طرز استدلال یہ ہے کہ مذکورہ آیت میں دخول کی کوئی قید نہیں۔ اس لیے نکاح ہوتے ہی زوجہ کی ماں شوہر پر حرام ہو جائے گی۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے اس آیت کے متعلق مروی ہے:

"حدثنا علی بن مسهر عن سعيد عن قتاده عن عكرمه عن ابن عباس قال: هی مبهمة"[41]

حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں یہ آیت مبہم یعنی مطلق ہے۔

مفسر قرآن حضرت ابن عباسؓ کے اس فرمان سے جمہور کے مذہب کی تائید ہوتی ہے کہ مذکورہ آیت میں حرمت کا حکم غیر مقید بالدخول ہے لہٰذا فقط نکاح سے ہی شوہر پر اس کی زوجہ کی ماں (ساس) حرام ہو جائے گی۔

دلیل نمبر2: یہ حدیث ہے: "عن عبدالله بن مسعود رضی الله عنه أنه أفتى فی رجل تزوج امرأة فطلقها قبل ان يدخل بها أوماتت عنده فقال: لابأس ان يتزوج أمها ثم أتى المدينة فرجع فأتاهم فنهاهم وقد ولدت أولاداً"[42]

یعنی عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے ایک ایسے آدمی کے بارے میں فتویٰ دیا جس نے ایک عورت سے نکاح کیا پھر اس سے دخول کرنے سے پہلے اسے طلاق دے دی یا وہ عورت اس کے ہاں فوت ہو گئی تو آپ نے فرمایا کہ کوئی حرج نہیں اگر یہ آدمی اس کی ماں سے نکاح کرلے۔ پھر آپ مدینہ آئے تو آپ نے اس مسئلہ کے بارے رجوع کیا۔ پھر آپ ان کے پاس آئے تو ان کو اس بارے منع فرمایا جب کہ اس آدمی کے ہاں اولاد بھی پیدا ہو چکی تھی۔

معلوم ہوا کہ منکوحہ سے وطی ہوئی ہو یا نہ ہوئی ہو کسی صورت میں بھی اس کی والدہ سے نکاح جائز نہیں۔

مخالفین کے دلائل کا جواب

دلیل اول کا جواب: مخالفین کی یہ بات کہ خبر کا تعلق مکمل جملے کے ساتھ ہوتا ہے صرف متصل کلمے کے ساتھ نہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ قاعدہ شرط اور استثناء میں تو مسلّم ہے لیکن صفت میں نہیں (اور مذکورہ جملہ میں دخول صفت ہے نہ کہ شرط) جیسے کوئی کہے "جاء نی زيد و محمد العالم" تو اس مثال میں صفت علم کا تعلق اپنے متصل محمد کے ساتھ ہے نہ کہ زید کے ساتھ، لہٰذا معلوم ہوا کہ مذکورہ آیت میں دخول کا تعلق اپنے متصل "من نسائكم التی" کے ساتھ ہے نہ کہ "امهات نسائكم" کے ساتھ۔ "بدائع کی عبارت سے بھی ایسا ہی معلوم ہوتا ہے۔[43]

دلیل دوم کا جواب

دلیل دوم میں جو روایت پیش کی گئی ہے اس کے جواب کے لئے فقیہ الأمت حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کا رجوع کافی ہے۔ تمام کلام کا حاصل یہ ہے کہ کسی عورت سے نکاح کرتے ہی شوہر پر اس بیوی کی والدہ، دادی، نانی وغیرہ چاہے حقیقی ہوں یا رضاعی سب حرام ہو جاتی ہیں چاہے شوہر نے اپنی بیوی سے دخول کیا ہو یا نہ کیا ہو۔ یہ مسلک جمہور صحابہ اور جمہور فقہائے کرام کا ہے۔

2۔ دوسری قسم: زوجہ کے مؤنث فروع

فروع زوجہ نسبی و رضاعی مونثہ یعنی بیوی کی بیٹیاں، نواسیاں، پوتیاں نیچے تک یہ سب چونکہ شوہر کے لیے بمنزلہ بیٹی کے ہوتی ہیں اس لیے یہ سب شوہر پر حرام ہیں۔ لیکن یہ حکم مقید بالدخول ہے یعنی فروع زوجہ اس وقت حرام ہوں گی جب اس خاوند نے زوجہ کے ساتھ دخول کیا ہو۔ اور ربیبہ چاہے اس نئے شوہر کی پرورش میں ہو یا نہ ہو۔ جمہور صحابہؓ اور فقہاءؒ کے ہاں یہ شوہر پر اس کی ماں سے دخول کے بعد حرام ہو جاتی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"وَ رَبَآئِبُكُمُ الّٰتِیْ فِیْ حُجُوْرِكُمْ مِّنْ نِّسَآئِكُمُ الّٰتِیْ دَخَلْتُمْ بِهِنَّ فَاِنْ لَّمْ تَكُوْنُوْا دَخَلْتُمْ بِهِنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَیْكُمْ"[44]

اور تمہاری سوتیلی بیٹیاں جو تمہاری پرورش میں ہیں ان عورتوں سے جن سے تم دخول کر چکے ہو (تم پر حرام ہیں) پس اگر تم نے ان عورتوں سے دخول نہ کیا ہو تو تم پر (ان سوتیلی بیٹیوں سے نکاح کرنے میں) کوئی حرج نہیں۔

امام جصاص رازیؒ (م370ھ) احکام القرآن میں فرماتے ہیں:

"قال الله تعالیٰ" وَ اُمَّهٰتُ نِسَآئِكُمْ وَ رَبَآئِبُكُمُ الّٰتِیْ فِیْ حُجُوْرِكُمْ مِّنْ نِّسَآئِكُمُ الّٰتِیْ دَخَلْتُمْ بِهِنَّ فَاِنْ لَّمْ تَكُوْنُوْا دَخَلْتُمْ بِهِنَّ" ولم تختلف الأمة أن الربائب لا يحرمن بالعقد على الأم حتى يدخل بها أويكون منه ما يوجب التحريم من اللمس والنظر۔۔۔ فی حجورکم کلام خرج على الأعم الاكثر من كون الربيبة فی حجر الزوج وليست هذه الصفة شرطا فی التحريم كما ان تربية الزوج اياها ليست شرطاً فيه"[45]

امام جصاص رازیؒ (م370ھ) کے کلام کا حاصل یہ ہے کہ آیت میں "فی حجورکم" کی قید محض اتفاقی ہے کیونکہ ربیبہ اکثر اپنی ماں کے ساتھ ہی ہوتی ہے ماں اگر کہیں عقد ثانی کرتی ہے تو وہ ربیبہ بھی اپنی ماں کے ساتھ دوسرے خاوند کی زیر پرورش آجاتی ہے۔ اور اس کا یہ مطلب ہر گز نہیں کہ اگر وہ ربیبہ اس خاوند کی زیر پرورش نہیں تو اس خاوند کا اس سے نکاح جائز ہو ایسا ہر گز نہیں۔ ملک العلماء کاسانیؒ (587ھ) بدائع الصنائع میں فرماتے ہیں:

"وأما الفرقة الثانيه فبنت الزوجة وبناتها وبنات بناتها وبنيها وان سفلن وأما بنت زوجته فتحرم عليه بنص الكتاب العزيز اذا كان دخل بزوجته فان لم يكن دخل بها فلا تحرم ، لقوله" وَ رَبَآئِبُكُمُ الّٰتِیْ فِیْ حُجُوْرِكُمْ مِّنْ نِّسَآئِكُمُ الّٰتِیْ دَخَلْتُمْ بِهِنَّ فَاِنْ لَّمْ تَكُوْنُوْا دَخَلْتُمْ بِهِنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَیْكُمْ "وسواء كانت بنت زوجته فی حجره أولا عند ماته العلماء"[46]

داؤد ظاہری کا مذہب

داؤد ظاہری (م270ھ) وغیرہ کے ہاں ربیبہ کی تحریم کے لیے حجر زوج کی شرط ہے۔ بدایۃ المجتہد میں ہے:

"والمسئلة الأولىٰ:وهی هل من شرط تحريم بنت الزوجة ان تكون فی حجر الزوج، أم ليس ذلک من شرطه؟ فان الجمهور على أن ذلک ليس من شرط التحريم وقال داؤد: ذلک من شرطه"[47]

اس اختلاف کی بنیاد آیت مبارکہ "الّٰتِیْ فِیْ حُجُوْرِکُمْ" ہے۔ داؤد ظاہری (م270ھ) نے اسی بناء پر ربیبہ کی حرمت کے لیے اس کا خاوند کے زیر پرورش ہونے کو شرط قرار دیا ہے۔ جمہور حضرات کی طرف سے اس کا جواب یہ دیا گیا ہے کہ آیت کا بعد والا حصہ ظاہر کر رہا ہے کہ "الّٰتِیْ فِیْ حُجُوْرِکُمْ" کے الفاظ قید اتفاقی ہیں۔ قید احترازی نہیں کیونکہ آیت کے بعد والے حصے میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ "فَاِنْ لَّمْ تَکُوْنُوْا دَخَلْتُمْ بِهِنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَیْکُمْ"[48] "پس اگر تم نے ان سے دخول نہ کیا ہو تو تم پر (ربیبہ سے نکاح کرنے میں) کوئی حرج نہیں"

آیت کے اس حصہ میں واضح فرمایا گیا ہے کہ اصل شرط دخول ہے یعنی زوجہ سے دخول پایا گیا تو ربیبہ حرام ہے اور اگر زوجہ سے دخول نہ ہوا ہو تو ربیبہ سے نکاح جائز ہو گا۔ اس حصہ میں یہ نہیں فرمایا کہ اگر وہ تمہاری زیر پرورش نہیں تو تمہارے لیے حلال ہے معلوم ہوا "فی حجورکم" کی قید محض اتفاقی ہے۔ مبسوط میں ہے:

> "مذکور علی وجه العادة لا علی وجه الشرط الاتریٰ أنه قال " فَاِنْ لَّمْ تَکُوْنُوْا دَخَلْتُمْ بِهِنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَیْکُمْ "شرط للحل عدم الدخول فذلک دلیل علی انه بعد ما دخل بالأم لا تحل له البنت قط سواء کانت فی حجره أولم تکن"[49]

3۔ تیسری قسم: خاوند کے فروع کی زوجہ

خاوند کے فروع یعنی بیٹے کی بیوی بیٹے کے اصول یعنی باپ، دادا، نانا وغیرہ پر حرام ہے۔ حرمت کا یہ حکم دخول یا لمس و نظر کی قیود سے آزاد ہے۔ فقط عقد نکاح سے ہی یہ حرمت ثابت ہو جاتی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے "وَ حَلَآئِلُ اَبْنَآئِکُمُ الَّذِیْنَ مِنْ اَصْلَابِکُمْ"[50] "اور تمہارے صلبی بیٹوں کی بیویاں بھی تم پر حرام ہیں"

ابو بکر جصاص رازیؒ (م370ھ) احکام القرآن میں فرماتے ہیں:

> "وعقد نکاح الابن علیها یحرمها علی أبیه تحریما مؤبدا وهٰذا یدل علی أن الحلیلة اسم یختص بالزوجة دون ملک الیمین۔ ولما علق حکم التحریم بالتسمیة دون ذکر الوطی اقتضیٰ ذلک تحریمهن بالعقد دون شرط الوطء لأنا لوشرطنا الوطء لکان فیه زیادة فی النص ومثلها یوجب النسخ لانها تبیح ما حظرته الآیة وهذا لاخلاف فیه بین المسلمین"[51]

یعنی بیٹے کی منکوحہ باپ پر ہمیشہ کے لیے حرام ہو جاتی ہے اور اس میں منکوحہ سے وطی کی شرط بھی نہیں ہے۔ کیونکہ اگر تحریم کے لیے وطی کی شرط لگائی جائے تو یہ تو نص کے حکم پر اضافہ کرنا ہو گا۔ اور اس حرمت کے بارے میں مسلمانوں کے درمیان کوئی اختلاف نہیں ہے۔

امام کاسانیؒ بدائع الصنائع میں فرماتے ہیں:

> "وأما الفرقة الثالثة:فحلیلة الابن من الصلب وابن الابن وابن البنت۔ فتحرم علی الرجل حلیلة ابنه من صلبه بالنص وهو قوله عزوجل: وَ حَلَآئِلُ اَبْنَآئِکُمُ الَّذِیْنَ مِنْ اَصْلَابِکُمْ"[52]

نسبی بیٹے کی طرح رضاعی بیٹے کی بیوی بھی باپ پر حرام ہو جاتی ہے۔"کما تحرم حليلة الابن نسبا فكذلك حليلة الابن من الرضاع"[53] متبنّٰی کی بیوی اگر نکاح سے آزاد ہو جائے تو اس سے نکاح جائز ہے۔ جب کہ زمانہ جاہلیت میں صلبی بیٹے کی بیوی کی طرح متبنّٰی کی بیوی سے بھی نکاح کو حرام سمجھا جاتا تھا۔

"والمراد بقوله تعالىٰ من اصلابكم بيان اباحة حليلة الابن من التبنى فان التبنى انتسخ بقوله تعالىٰ " اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَآئِهِمْ "وكان النبى ﷺ تبنى زيد بن حارثه ثم تزوج زينب بعد ما طلقها زيد فطعن المشركون وقالوا انه تزوج حليلة ابنه وفيه نزل قوله تعالىٰ " مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ "فهذا التقييد منا لدفع طعن المشركين"[54]

آیت مبارکہ "وَ حَلَآئِلُ اَبْنَآئِكُمُ الَّذِيْنَ مِنْ اَصْلَابِكُمْ "میں ابن کے ساتھ ابن الابن اور اس سے نیچے تک کی بیویاں بھی شامل ہیں۔ یعنی ان تمام سے باپ، دادا، نانا نکاح نہیں کر سکتے۔ کیونکہ ابن کا لفظ مجازاً ان تمام پر بولا جاتا ہے۔

یہاں پر سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آیت میں تو "اَصْلَابِكُمْ "یعنی صلب کا ذکر ہے جب کہ ابن الابن تو صلب نہیں ہے۔ تو پھر یہ تحریم کا تعدیہ کیونکر درست ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ ابن الابن کی اصل جو ابن ہے وہ تو صلب سے ہے لہٰذا ابن الابن بھی صلب میں شامل ہوں گے۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے "هُوَ الَّذِىْ خَلَقَكُمْ مِّنْ تُرَابٍ" یہاں پر مٹی سے پیدا ہونا اصل یعنی آدم علیہ السلام کا مٹی سے پیدا ہونا ہے۔[55]

4۔ چوتھی قسم: اُصول کی زوجہ

اپنے اصول یعنی باپ، دادا اور نانا وغیرہ اوپر تک کی منکوحہ۔ فروع یعنی بیٹے، پوتے اور نواسے وغیرہ نیچے تک۔ پر حرام ہے اور یہ حرمت محض عقد نکاح سے ہی ثابت ہو جاتی ہے۔ دخول، لمس اور نظر وغیرہ ثبوت حرمت کے لیے شرط نہیں ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

"وَ لَا تَنْكِحُوْا مَا نَكَحَ اٰبَآؤُكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ اِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ"[56]

"اور تم نکاح میں نہ لاؤ ان عورتوں کو جن سے تمہارے باپ دادا نکاح کر چکے ہوں مگر جو کچھ پہلے ہو چکا ہے"

آیت مبارکہ میں اُباء کے ساتھ اجداد بھی شامل ہیں۔ کیونکہ لغوی طور پر اب کا اطلاق جد اور اس سے اوپر تک ہوتا ہے۔

"والأب يطلق على الجد وان علا"[57]

باپ کی منکوحہ جیسے بیٹے پر حرام ہے ایسے ہی پوتے اور نواسے نیچے تک پر بھی حرام ہے اور ایسے ہی اُباء میں مجازاً تمام اجداد شامل ہیں۔ علامہ سرخسیؒ (م 483ھ) المبسوط میں فرماتے ہیں:

"كما يحرم على الابن يحرم على النوافل من قبل الرجال والنساء جميعاً لأن اسم الأب يتناول الكل مجازاً"[58]

علامہ کاسانیؒ (م 587ھ) بدائع الصنائع میں فرماتے ہیں:

"وأما الفرقة الرابعة: فمنكوحة الأب وأجداده من قبل أبيه وأمه وان علوا، أما منكوحة الأب فتحرم بالنص وهو قوله:"وَ لَا تَنْكِحُوْا مَا نَكَحَ اٰبَآؤُكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ"والنكاح يذكر ويرادبه العقد وسواءٌ كان الأب دخل بها أولا لان اسم النكاح يقع على العقد والوطء فتحرم بكل واحد منهما على ما نذكر"[59]

یعنی چوتھا گروہ، آباؤاجداد کی منکوحہ ہے خواہ وہ باپ کی طرف سے ہوں یاماں کی طرف سے اوپر تک پس باپ کی منکوحہ نص کی وجہ سے حرام ہے اور وہ اللہ کا قول ہے "وَ لَا تَنْكِحُوْا مَا نَكَحَ اٰبَآؤُكُمْ "اور نکاح کا ذکر کر کے عقد کا ارادہ کیا گیا ہے۔ برابر ہے کہ باپ نے اس سے دخول کیا ہو یا نہ کیا ہو کیونکہ نکاح کا نام عقد اور وطی پر بولا جاتا ہے۔ پس ان میں سے ہر ایک سے حرمت ثابت ہو جاتی ہے۔

منکوحۃ الأب سے نکاح کی حرمت کی عقلی دلیل یہ ہے کہ ایسا نکاح قطع رحمی کی طرف لے جاتا ہے کیونکہ جب باپ اپنی منکوحہ کو جدا کرتا ہے تو ہو سکتا ہے کہ وہ ایسا کرنے پر نادم ہو اور وہ اپنی منکوحہ کو دوبارہ نکاح میں لے لے۔ اور اگر اس دوران بیٹا اپنے باپ کی منکوحہ سے نکاح کرے گا تو باپ اور بیٹے کے درمیان ایک وحشت پیدا ہو جائے گی جو ان کے درمیان دوری اور قطع رحمی کا باعث بنے گی جب کہ قطع رحمی حرام ہے لہٰذا منکوحۃ الأب سے نکاح بھی حرام ہو گا۔[60]

آیت مبارکہ سے صرف باپ کی منکوحہ کی حرمت ثابت ہوتی ہے۔ لہٰذا اگر اس منکوحہ کی کسی اور خاوند سے بیٹی ہو اور اس موجودہ خاوند کا کسی اور زوجہ سے بیٹا ہو تو ان دونوں کا آپس میں نکاح ہو سکتا ہے۔ ایسے ہی خاوند کا جو دوسری عورت سے بیٹا ہے اس کا اس موجودہ منکوحہ کی ماں سے نکاح ہو سکتا ہے۔

"والمحرم بهذه الآية هوزوجة الأب فقط، أمابنتها أوأمها فلا تحرم على الابن، فيجوز أن يتزوج الرجل امرأة ويتزوج ابنه بنتها أو أمها"[61]

حرمت مصاہرت کی ضرورت واہمیت

حرمت مصاہرت کی ضرورت و اہمیت سے انکار نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس کا ذکر موضع امتنان میں فرمایا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

"وَهُوَالَّذِیْ خَلَقَ مِنَ الْمَآءِ بَشَرًا فَجَعَلَهٗ نَسَبًا وَّصِهْرًا وَكَانَ رَبُّكَ قَدِیْرًا"[62]

نسب اور صھر یعنی خاندانی رشتہ اور سسرالی رشتہ دونوں اپنی جگہ بہت اہم ہیں۔ اپنے نسبی خاندان کے ساتھ آدمی کے اپنی پیدائش کے وقت سے ہی تعلقات استوار ہوتے ہیں۔ جو واقعتاً ایک بہت بڑی نعمت ہیں۔ پھر جب انسان جوان ہوتا ہے تو شادی کی صورت میں سسرالی رشتہ قائم ہو جاتا ہے۔ جس کی اپنی جگہ بہت اہمیت ہے۔ اس سے ایک نئی زندگی کے سفر کا آغاز ہوتا ہے اور نئی ذمہ داریوں کا ایک طویل سلسلہ شروع ہوتا ہے۔ یہ رشتے اور تعلقات مدار معاونت ہیں جو ہر مشکل گھڑی میں مدد اور معاون ثابت ہوتے ہیں۔ حرمت مصاہرت کی ضرورت و اہمیت کا اندازہ اس سے بھی لگایا جا سکتا ہے کہ اس کی وجہ سے ایک انسان بہت سے مفاسد اور خطرات سے محفوظ رہتا ہے۔ اسی بارے میں شاہ ولی اللہؒ (م1176ھ) حجۃ اللہ البالغہ میں ارشاد فرماتے ہیں:

"ومنها المصاہرة فانه لو جرت السنة بين الناس ان يكون للأم رغبة فی زوج بنتها وللرجال فی حلائل الأبناء وبنات نسائهم لأفضی الی السعی فی فک ذلک الربط او قتل من يشح به۔ وان انت تسمعت الی قصص

قدماء الفارسیین واستقرأت حال اھل زمانک من الذین لم یتقیدوا بھذہ السنة الراشدة وجدت اموراً عظاماً ومھالک لاتحصیٰ"[63]

یعنی ان میں سے ایک مصاہرت ہے کیونکہ اگر لوگوں میں یہ طریقہ جاری ہو جائے کہ ماں کو اپنی بیٹی کے خاوند میں، باپوں کو اپنے بیٹوں کی بیویوں میں اور اپنی بیویوں کی بیٹیوں میں رغبت ہونے لگے تو یہ جرم اس تعلق کو توڑنے کی کوشش ہو گی یا جو اس سے بخل کرے گا تو اسے قتل کرنے کی کوشش کی جائے گی اور اگر تم قدیم اہل فارس کے واقعات سنو اور اپنے زمانہ کے ان لوگوں کے حالات دیکھو جنھوں نے اس سنت راشدہ کی پابندی نہیں کی تو تم بڑے بڑے حوادث، مظالم اور ہلاکتیں پاؤ گے جو بے شمار ہیں۔

مذکورہ عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر سسرالی رشتوں کا احترام نہ کیا جائے تو یہ رشتے محض مذاق بن جائیں گے اور ان کی مضبوطی ختم ہو جائے گی۔ اور جو ان رشتوں کو نبھانے کی کوشش کرے گا اور دوسرے کی غلط حوص پوری ہونے میں رکاوٹ بنے گا تو فریق مخالف کی طرف سے اسے قتل کرنے کی کوشش کی جائے گی قدیم اہل فارس جنھوں نے ان رشتوں کا احترام نہ کیا وہ بڑے مفاسد میں مبتلا ہوئے اور ان کے خاندانی نظام بری طرح درہم برہم ہو گئے اور ایسے ہی وہ لوگ جنھوں نے ان سنت سے ثابت شدہ رشتوں کے تقدس کو پامال کیا وہ بھی مرور زمانہ کے ساتھ تباہ وبرباد ہو گئے۔ عقلی طور پر حرمت مصاہرت کا تقاضا یہ ہے کہ جب ایک عورت کا ایک مرد سے جنسی تعلق قائم ہوا اور ان دونوں کے جسم وفکر ایکدوسرے پر بے نقاب ہو جائیں تو اب اس رشتے کے تقدس کا تقاضا یہ ہے کہ ان دونوں کے مخفی اعضاء ان کے قریبی رشتہ داروں کے سامنے بے نقاب نہیں ہونے چاہئیں۔ ایک ہی حمام میں باپ، بیٹا اور ماں بیٹی بے حجاب ہوں گے تو رشتوں کا تقدس ختم ہو جائے گا۔ لہٰذا اس رشتے اور راز داری کا تقاضا یہ ہے کہ مرد وعورت کے جنسی تعلق اور قربت کی بناء پر وہ دونوں اپنے اصول وفروع پر حرام قرار پائیں تاکہ رشتوں کا تقدس عفت کے پیمانوں کا اعلیٰ ستون بن جائے نیز بے حیائی کے سد باب کے لئے بھی یہ شرعی ممانعت ناگزیر ہے۔

نتائج بحث

پیش نظر موضوع کا جائزہ لینے سے درج ذیل نتائج سامنے آتے ہیں: مصاہرت ایک ایسی قرابت ہے جو نکاح کے سبب پیدا ہوتی ہے اور حرمت مصاہرت سے مراد ان رشتوں کی حرمت ہے جو نکاح کے نتیجے میں ثابت ہوتی ہے۔ حرمت مصاہرت قرآن و سنت اور آثارِ صحابہؓ وتابعینؒ سے ثابت ہے، اور اس سے حرمت مؤبدہ ثابت ہوتی ہے۔ حرمت مصاہرت نعمت خداوندی ہے اور اس میں رشتوں کے تقدس اور خداندانی نظام کے استحکام کی ضمانت ہے۔ عقلی طور پر بھی حرمت مصاہرت کی ضرورت و اہمیت اور اس کی افادیت سے انکار نہیں کیا جاسکتا۔ حرمت مصاہرت کی وجہ سے چار قسم کے رشتے حرام ہو جاتے ہیں (1) زوجہ کی ماں (2) زوجہ کی بیٹی بشرطیکہ زوجہ سے وطی کی گئی ہو (3) حقیقی بیٹے کی بیوی (4) باپ دادا کی منکوحات نکاح صحیح کی وجہ سے بالاتفاق حرمت مصاہرت ثابت ہو جاتی ہے۔

References

[1] Ibn-e-Manzūr al-Afrīqī, *Lisān al-'Arab* (Qum: Nashr Adab al- Ḥauzah, 1405 AH), 4: 472.

[2] Al-Afrīqī, *Lisān al-'Arab*, 4: 472.
[3] Al-Afrīqī, *Lisān al-'Arab,* 4:472.
[4] Muhammad Murtẓā al-Zubaidī, *Tāj Al-'Urūs Min Jawāhir al-Qāmūs* (Beirūt: Dār al-Kutub al-'Ilmiyah, 1438 AH),11: 193.
[5] Sayed Sābiq, *Fiqh al-Sunnah* (Dimashq: Dār Ibn Kathīr, 1531 AH), 2:182.
[6] Mausū'ah Fiqhiya (India: Islamic Fiqh Academy, 2016AD), 37: 408.
[7] Muhammad Al- Ḥaṣkafī, *Al-Dur al-Mukhtār* (Quetta: Maktabah Ḥanafiyah), 6: 484.
[8] Al-Ḥaskafī, 6: 484.
[9] Muftī Muhammad Zāhid, *Ḥurmah al-Muṣāhirah Bi al-Zinā wa Muqaddimātuhū*, Al-Dirāsāt al-Islāmiyah, 36, No. 1 (1421),140.
[10] Ibn 'Abdīn, *Rad al-Muḥtār 'alā al- Dur al-Mukhtār* (Quetta: Maktabah Ḥanafiyah), 4: 116.
[11] Al-Furqān 25:54.
[12] Ashraf 'Alī Thānvī, *Bayān al-Qurān* (Karachi: Mīr Muhammad Kutub Khānah), 2: 53.
[13] Thānvī, *Bayān al-Qurān*, 2: 55.
[14] Al-Nisā, 4: 22, 23.
[15] Thānvī, *Bayān al-Qurān*, 1: 105, 106.
[16] Abū Abdullah al-Qurtubī, *Al-Jāmi' li Aḥkām al-Qurān* (Beirūt: Muassisah al-Risālah, 1437 AH), 6: 170.
[17] Al-Qurtubī, *Al-Jāmi' li Aḥkām al-Qurān*, 6: 174.
[18] Al-Qurtubī, *Al-Jāmi' li Aḥkām al-Qur'ān*, 6: 185.
[19] Al-Nisā, 4:22, 23.
[20] Abū Dāwūd, Sulymān ibn al-Ash'ath al-Sijistānī, *Sunan Abī Dāwūd* (Multan: Dār al-Ḥadīth), 2: 612.
[21] Fakhr al-Ḥassan Gangohī, *Al-T'alīq al-Maḥmūd Ḥāshiyah 'alā Sunan Abī Dāwūd* (Multan: Dār al-Ḥadīth), 2: 612.
[22] Muslim ibn Ḥajjāj al-Qusheirī, *Al-Saḥīḥ* (Karachi: Qadīmī Kutub Khānah, 1375 AH), 1: 470.
[23] Zafar Ahmad 'Uthmānī, *A'lā al-Sunan* (Beirut: Dār al-Fikr, 1421 AH), 8: 3672.
[24] Abū Bakar Abdullah ibn Muhammad, *Al-Muṣannaf* (Al-Qāhirah: Al-Fārūq al-Ḥadīthah, 1429 AH), 6: 58.
[25] Ibn e Abī Sheibah, *Al-Muṣannaf*, 6: 58.
[26] Ibn e Abī Sheibah, *Al-Muṣannaf*, 6: 56.
[27] Al-Beihqī, *Al-Sunan Al-Kubrā*, 260:7.
[28] Ibn e Abī Sheibah, *Al-Muṣannaf*, 6:54.
[29] Ibn e Abī Sheibah, *Al-Muṣannaf*, 6: 54.
[30] Ibn e Abī Sheibah, *Al-Muṣannaf*, 6: 55.
[31] Al-Nisā, 4: 23.

[32] Ibn e Nujym, *Al-Baḥr al-Rāiq* (Beirūt: Dār al-Kutub al-'Ilmiyah, 1418 AH), 3: 165.
[33] Ibn e Nujym, *Al-Baḥr al-Rāiq*, 4: 165.
[34] Ibn e Nujym, *Al-Baḥr al-Rāiq*, 3: 165.
[35] Wahbah al-Zuḥailī, *Al-Fiqh al-Islāmī wa Adillatuhū* (Beirūt: Dār al-Fikr, 1984 AD), 9: 6629.
[36] Muḥammad Ibn Aḥmad al-Sarkhasī, *Al-Mabsūt* (Beirūt: Dār al-M'arifah, 1408 AH), 4: 199.
[37] Al-Nisā, 4: 23.
[38] 'Alā al-Dīn al-Kasānī, *Badāi al-Ṣanāi* (Beirūt: Dār al-Kutub al-'Ilmiyah, 1424 AH), 3: 414.
[39] Ibn e Abī Sheibah, *Al-Muṣannaf*, 6: 64.
[40] Al-Nisā, 4: 23.
[41] Ibn e Abī Sheibah, *Al-Muṣannaf*, 6: 66.
[42] Ibn e Abī Sheibah, *Al-Muṣannaf*, 6: 65.
[43] Al-Kasānī, *Badāi al-Ṣanāi*, 3: 416.
[44] Al-Nisā, 4: 23.
[45] Abu Bakar Aḥmad Ibn 'Alī al-Rāzī al-Jaṣāṣ, *Aḥkām al-Qurān* (Beirūt: Dār al-Kutub al-'Ilmiyah, 1428 AH), 2: 159-162.
[46] Al-Kasānī, *Badāi al-Ṣanāi*, 3: 417.
[47] Ibn Rushd, Muḥammad Ibn Aḥmad al-Qurtubī, *Bidāyah al-Mujtahid* (Beirūt: Dār al-Kutub al-'Ilmiyah, 1418 AH), 3: 63.
[48] Al-Nisā, 4:23.
[49] Al-Sarkhasī, *Al-Mabsūt*, 4: 200.
[50] Al-Nisā, 4: 23.
[51] Al-Jaṣāṣ, *Aḥkām al-Qurān*, 2: 163.
[52] Al-Kasānī, *Badāi al-Ṣanāi*, 3: 419.
[53] Al-Sarkhasī, *Al-Mabsūt*, 4: 200.
[54] Al-Sarkhasī, *Al-Mabsūt*, 4/201.
[55] Al-Sarkhasī, *Al-Mabsūt*, 4/201.
[56] Al-Nisā, 4: 22.
[57] Al-Zuḥailī, *Al-Fiqh al-Islāmī wa Adillatuhū*, 9: 6627.
[58] Al-Sarkhasī, *Al-Mabsūt*, 4/201.
[59] Al-Kasānī, *Badāi al-Ṣanāi*, 3: 423.
[60] Al-Kasānī, *Badāi al-Ṣanāi*, 3: 423.
[61] Al-Zuḥailī, *Al-Fiqh al-Islāmī wa Adillatuhū*, 9: 6627.
[62] Al-Furqān 25: 54.
[63] Shah Walī Ullah, *Ḥujjatullāh al-Bālighah* (Lahore: Sheikh Ghulām 'Ali and Sons), 2: 792.